مولانا محبوب الٰہی رح

خانقاہ سراجیہ اور سید الاحرار رحمہ اللہ

خانقاہ سراجیہ مجددیہ کندیاں ضلع میانوالی۔ برصغیر پاک و ہند کے عظیم روحانی و علمی مراکز میں سے ایک ہے۔ اس خانقاہ کی بنیاد ۱۹۲۰ء میں امام العلماء و الصوفیاء حضرت مولانا ابوسعد احمد خان رحمہ اللہ تعالیٰ نے رکھی۔ ۱۹۴۱ء میں آپ کی رحلت کے بعد آپ کے نامزد جانشین امام نقشبندیہ، حضرت ثانی مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی رحمہ اللہ تعالیٰ (فاضل دار العلوم دیوبند) نے مسند ارشاد کو زینت بخشی۔ پھر حضرت ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے وصال (۱۹۵۶ء) کے بعد حضرت الشیخ مولانا خواجہ خان محمد فیوضہم سجادہ نشین ہوئے۔

خانقاہ کے بزرگان کو شروع دن سے مجلس احرار اسلام کے اراکین و معاونین، اس کے اکابر اور خصوصاً سید الاحرار حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ تعالیٰ سے شفقت و محبت اور ہمدردی و تعاون پر مبنی خاص تعلق رہا ہے۔ الحمد للہ یہ تعلق آج بھی قائم و دائم ہے۔

خانقاہ کی مطبوعہ تاریخ "تحفۂ سعدیہ" میں حضرت امیر شریعت اور احرار کے حوالہ سے کئی تاریخی باتیں محفوظ کردی گئی ہیں۔ ذیل میں ایسی تمام روایات کو مرتب انداز میں پیش کیا جارہا ہے۔ (کفیل)

حضرت مولانا انور شاہ کشمیری کی خانقاہ سراجیہ میں تشریف آوری۔

حضرت انور شاہ صاحب کشمیری مولانا حسین علی صاحب کی دعوت پر میانوالی تشریف لائے۔ تشریف آوری کا مقصد بعض فروعی مسائل شرعیہ پر تصفیہ و تحقیق تھا اس اجتماع میں مولانا بدر عالم، مولانا حبیب الرحمن صاحب لدھیانوی، مولانا مرتضیٰ حسن، سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمہم اللہ تعالیٰ اور دیگر اکابر علماء شریک تھے۔ حضرت مولانا احمد خان صاحب ملاقات کے لیے میانوالی تشریف لے گئے اور خانقاہ سراجیہ آنے کی دعوت دی جسے حضرت انور شاہ صاحب نے قبول فرمالیا۔ علامہ کشمیری کی موجودگی میں مولانا حسین علی صاحب نے فرمایا کہ حضرت احمد خان صاحب میرے پیر بھائی اور ہم مسلک ہیں مگر بدعات کی تردید میں شدت اختیار نہیں کرتے حالانکہ قرآن عزیز میں واغلظ علیہم کی نص قطعی موجود ہے۔ حضرت اعلیٰ نے فرمایا کہ یہ آیۂ مبارکہ جہاد سے متعلق ہے اور اس کا مصداق کفار ہیں جس پر شدت کا حکم دیا گیا ہے۔ مگر دین کی تبلیغ و اشاعت کے سلسلہ میں فقولا لہ قولا لینا کا ارشاد ہے۔ علامہ کشمیری نے اعلیٰ حضرت کی رائے مبارک سے اتفاق فرمایا۔

حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے لئے دعاء۔

حضرت خان محمد صاحب قبلہ سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ نے بیان فرمایا کہ حضرت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری راولپنڈی جیل میں اسیر تھے وہاں مولانا ظہور احمد بگوی بھیروی نے ان سے ملاقات کی۔ شاہ جی نے مولانا کے ہاتھ اعلیٰ حضرت کی خدمت میں یہ پیغام بھیجا کہ آپ زندہ ہوں اور میں جیل کی کال کوٹھڑیوں میں بند رہوں، یہ بات مناسب نظر نہیں آتی۔ مقصود رہائی کے لئے دعا کی درخواست تھی حضرت سجادہ نشین نے فرمایا کہ میں ان ایام میں

بھیرہ میں درسیات عربیہ کا طالب علم تھا۔ مولانا موصوف نے یہ پیغام مجھے پہنچایا۔ میں اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور شاہ جی کا پیغام دیا۔ حضرت اعلیٰ نے فرمایا اگر علالتِ طبعی حائل نہ ہوتی تو میں شاہ جی کو ایک دن بھی جیل میں نہ رہنے دیتا۔ اس کے بعد لدھارام والے مشہور کیس کی سماعت شروع ہوئی یہ اعلیٰ حضرت کی توجہ اور دعا کی تاثیر تھی کہ شاہ صاحب نے اس اسیری اور بھیانک سازشوں پر مبنی مقدمہ سے نجات پائی۔

اصل فتنہ کی نشاندہی۔

جن ایام میں مسجد شہید گنج کی تحریک زوروں پر تھی اور اہل اسلام میں ہر فرد ولولہ و جوش کا مرقع تھا، حضرت اعلیٰ نے مجلس احرار کو ایک گرامی نامہ تحریر فرمایا جس میں لکھا کہ مسجد شہید گنج اگر مسلمانوں کے ہاتھ سے چلی جارہی ہے تو اس کا غم نہ کریں، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مساجد پھر بھی تعمیر کی جاسکیں گی۔ ان کی حیثیت ہر حال میں ثانوی ہے۔ اسلام کے تحفظ و بقا کو اولین اہمیت حاصل ہے اور اصل فتنہ موجودہ دور میں مرزائیت کا ہے جو وجودِ اسلام کو مٹانا چاہتا ہے، اس کے خلاف جہاد جاری رکھنا چاہیئے اگر اسلام محفوظ رہا تو مساجد کی کمی نہ رہے گی۔ لہذا بقائے اسلام کی خاطر اپنی تمام کوشش و ہمت کو مبذول کرنا چاہیئے۔

مولانا حبیب الرحمن صاحب لدھیانوی، حضرت عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری اور دیگر اکابر احرار فرمایا کرتے تھے کہ حضرت عبد القادر رائے پوری اور حضرت اعلیٰ مولانا احمد خان صاحب وہ مبارک ہستیاں ہیں جنھوں نے مسجد شہید گنج کے سلسلہ میں ہمیں صحیح مشورے دیئے اور ہمیشہ ہماری حوصلہ افزائی فرمائی۔

تحفظِ ختمِ نبوت سے والہانہ لگاؤ۔

حضرت اقدس مولانا محمد عبد اللہ اسلام اور داعی اسلام علیہ الصلوٰۃ و السلام کی حرمت و ناموس کو عقیدۂ ختم نبوت کی اساس سمجھتے تھے۔ چنانچہ آپ اس عقیدہ کو ایمان کا موقوف علیہ تصور فرماتے ہوئے اس کے تحفظ کے سلسلہ کو حرزِ جان کی طرح اولین اہمیت دیتے تھے۔ ختم نبوت کے منکروں اس عقیدہ میں من گھڑت تاویلات کرنے والوں اور جعلی نبوت کے قائلین کو اسلام کا سب سے بڑا دشمن گردانتے تھے۔ ۱۹۵۳ء میں جب تحریک ختم نبوت ابھری، تو آپ نے اس کی پوری طرح پشت پناہی فرمائی۔ عقیدۂ حق کا اعلان کرنے والوں کی گرفتاریاں شروع ہوئیں اور ان پر گولیاں برسنے لگیں۔ جہاں جہاں آپ کے متوسلین تھے، انہوں نے اس تحریک میں سرگرمی سے حصہ لیا خود آپ نے مرکز میں رہ کر اس تحریک کی قیادت فرمائی، موجودہ سجادہ نشین حضرت خان محمد صاحب قبلہ کو برملا اعلانِ حق کرنے اور میانوالی اجلاس منعقد کرنے کے لئے بھیجا۔ حضرت قبلہ تعمیل ارشاد کے پیش نظر قید و بند کی صعوبتوں سے بے نیاز میانوالی تشریف لے گئے اور خود کو گرفتاری کے لیے پیش کر دیا۔ پہلے میانوالی جیل میں رہے پھر بورسٹل جیل لاہور منتقل کر دیئے گئے بعد ازاں اس تحریک کو دبانے کے لئے اس دور کے وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین نے حدود لاہور میں جو تحریک کا سب سے بڑا عملی مرکز تھا مارشل لاء[1] نافذ کر دیا۔ مولانا غلام غوث ہزاروی

(۱) بدنام زمانہ بے دین جنرل اعظم خان کو مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر مقرر کیا جس نے پہلی مرتبہ اسلام کے نام پر حاصل کی گئی مملکت میں ناموس رسالت کے تحفظ کیلئے نکلنے والے مسلمانوں پر گولیاں برسائیں اور ہلاکو اور چنگیز کی داستان کو زندہ کیا دس ہزار مسلمان اس ظالم جرنیل کے حکم سے چلائی جانے والی گولیوں سے شہید ہوئے۔

علیہ الرحمتہ کے متعلق حکم دے دیا گیا کہ جہاں ملیں انہیں گولی مار دی جائے۔ مولانا ہزاروی حضرت اقدس کے حلقہ ارادت میں شامل تھے آپ کو ان کی حفاظت جان کی فکر ہوئی انہیں لاہور سے خانقاہ شریف خاص حکمت عملی سے لایا گیا۔ پھر کسی محفوظ و مخفی مقام پر حالات درست ہونے تک رکھا گیا۔ پھر جب لاہور میں اس تحریک کے سلسلہ میں تحقیقاتی کمیشن بیٹھا تو منکرین ختم نبوت کے خارج از اسلام ہونے اور عقیدہ ختم نبوت کو اسلام کا بنیادی عقیدہ ثابت کرنے کے لیے علماء اسلام کا بورڈ حکیم عبد المجید سیفی کے مکان بیڈن روڈ پر بیٹھا متعلقہ کتب فراہم کی گئیں۔ تحریک مرزائیت لعن اللہ بانیہا سے متعلق تمام لٹریچر جمع کیا گیا۔ علماء کرام ختم نبوت کے عظیم الشان مسئلہ کے اثبات میں کتابوں سے حوالے تلاش کر کے فراہم کرتے رہے۔ حتیٰ کہ مودودی جماعت کے افراد بھی حکیم عبد الرحیم اشرف لائلپوری (فیصل آباد) کی سرکردگی میں اس مرکز تحقیق سے اپنے لیے کار آمد مواد حاصل کر کے لے جایا کرتے تھے۔

حضرت قبلہ کی اسیری

۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت نے زور پکڑا تو امت مسلمہ کے ہر فرد و بشر نے جذب و مستی سے سرشار ہو کر اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ جاں نثارانِ حضرت ختمی مرتبت ﷺ، فدایان ناموس رسالت، عاشقان رحمتہ للعالمین علمبرداران پیغام آخریں دریائے خوں سے گزر کر تاریخ امت میں ایک نئے باب کا اضافہ کر رہے تھے اور اپنی جاں نثاری سے روایات عشق و محبت کو دوام بخش رہے تھے

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ یثرب کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کہ کامل میرا ایماں ہو نہیں ہوسکتا

اس سلسلے میں علماء کرام کی گرفتاریاں شروع ہوئیں۔ حضرت قبلہ خان محمد صاحب جیسا کہ اجمالا مذکور ہوچکا ہے حضرت ثانی کے ارشاد سے میانوالی تشریف لے گئے اور اپنے آپ کو گرفتاری کے لیے پیش کیا۔

اے عاشقان ختم نبوت بشارتے
زنداں دہد بہ صدق شما ہم شہادتے

چنانچہ آپ ۵ اپریل ۱۹۵۳ء کو سیفٹی ایکٹ کے تحت گرفتار ہونے کے بعد میانوالی جیل بھیج دیے گئے اور ۲۵ اپریل ۵۳ء کو میانوالی سے سنٹرل جیل لاہور منتقل کردیے گئے۔ ۲۸ اپریل ۱۹۵۳ء کو بورسٹل جیل جانا پڑا۔ جہاں سے پھر ارباب بست و کشاد نے ۱۱ اگست کو سنٹرل جیل منتقل کردیا۔ جب سنٹرل جیل کی کال کوٹھڑیوں میں آپ اسیری کے ایام بسر کر رہے تھے، آپ سے متصل احاطہ میں درج ذیل حضرات اسیر تھے۔

۱۔ امیر شریعت حضرت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ

۲۔ مولانا محمد علی جالندھری رحمہ اللہ تعالیٰ

۳۔ مولانا ابوالحسنات قادری رحمہ اللہ تعالیٰ

۴۔ مولانا ابوالحسنات کے صاحبزادے مولانا خلیل احمد صاحب مدظلہ

۵۔ مولانا عبد الحامد بدایونی صاحب

۶۔ صاحبزادہ فیض الحسن صاحب

۷۔ مولانا عبد الستار خان نیازی

۸۔ جناب سید ابو الاعلیٰ مودودی صاحب وغیرہم

اس دور کا ایک دلچسپ واقعہ خود حضرت قبلہ نے بیان فرمایا کہ ایام اسیری میں عید الاضحیٰ آگئی اور ہم سب حضرت شاہ جی کی زیارت کے لئے ان کے احاطہ میں چلے گئے۔ اسی اثناء میں مودودی صاحب، نصر اللہ خان عزیز اور تقی علی نقی صاحب بھی حضرت شاہ جی سے ملنے کے لیے آگئے۔ آپ انہیں باوقار انداز سے ملے اور خیر و عافیت پوچھی۔ مودودی صاحب کو پنڈلی پر پھوڑے اور پھنسیاں نکلی ہوئی تھیں۔ شاہ جی نے دیکھا تو از خود علاج تجویز فرمایا کہ فینائل پانی میں گھول کر لگائیں انشاء اللہ آرام آجائے گا۔ چند لمحوں بعد مودودی صاحب اپنے ہمراہیوں سمیت اٹھ کھڑے ہوئے اور رخصت چاہی شاہ جی اور آپ کے عقیدت مند بھی ان حضرات کی مشایعت کے لیے چل پڑے۔ شاہ جی نے مودودی صاحب سے چلتے ہوئے دریافت کیا کہ آپ کہاں جا رہے ہیں مودودی صاحب نے جواب دیا کہ میں احاطہ بم کیس جا رہا ہوں۔ وہاں دوستوں نے نماز عید کا اہتمام کیا ہوا ہے۔ اس پر شاہ جی نے پوچھا کیا جیل میں نماز عید جائز ہے؟ مودودی صاحب نے جواب دیا کہ اگر کوئی پڑھ لے تو ہو جاتی ہے، نہ پڑھے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ شاہ جی نے فرمایا کہ یہ تو کوئی فتویٰ نہ ہوا۔ اس کے بعد مودودی صاحب نے کہا کہ میں یہاں جیل میں جمعہ نہیں پڑھتا۔ شاہ جی نے جواب دیا کہ جمعہ تو میں بھی نہیں پڑھتا۔ مگر میرا نہ پڑھنا حضرت امام اعظم علیہ الرحمۃ کی تقلید کے باعث ہے اور آپ میں رگ دوسری ہے۔ شاہ جی کے اس تبصرے پر مودودی صاحب بھنا گئے اور آگے چل دیے۔

شرافت اور بہادری

شریف کبھی بزدل نہیں ہوتا اور کمینہ کبھی بہادر نہیں ہوتا۔ کمینہ پر جب کبھی ابتلاء آتی ہے تو دشمن کے سامنے ایڑیاں رگڑتا ہے ——— اور شریف۔!

جب دشمن اس کے قابو میں آتا ہے تو اسے معاف کر دیتا ہے اور ماضی کے کسی واقعہ پر اسے مطعون بھی نہیں کرتا ہے۔

میاں صلی اللہ علیہ وسلم کی شرافت اور بہادری دیکھئے جب حضرت عمر نے ایمان لانے کے بعد عرض کیا: "حضور کعبہ میں کیوں نماز نہیں پڑھتے؟" تو فرمایا کہ: "تیری قوم نہیں پڑھنے دیتی" ——— حال آنکہ

کعبہ میں نماز پڑھنے میں ایک رکاوٹ خود حضرت عمر تھے۔ مگر یہ نہیں فرمایا کہ تم نہیں پڑھنے دیتے تھے۔ سبحان اللہ! سبحان اللہ! کیا شرافت ہے۔

(امیر شریعت)